۷۸۶ ہوالکل یامعین

انسداد ارتداد کے سلسلہ کا چودھواں رسالہ

ترغیب حساب

غور سے پڑھنے اور عورتوں کو پڑھانے اور سنانے کیلئے بہت ضروری اور

ہر مشکل کی کنجی

مصور فطرت حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی مدظلہ

ملنے کا پتہ

"حلقہ مشائخ بکڈپو" دہلی

ربیع الاول ۱۳۴۵ھ اکتوبر ۱۹۲۶ء میں

دوسری بار

محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں چھپ کر شائع ہوا

بار دوم قیمت ۴ر

ھوالکل

یامعین

ترغیب حساب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے ناظرین کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ یہ رسالہ ترغیب حساب اُن لوگوں کیلئے مرتب کیا گیا ہے جو فتنۂ ارتداد کے انسداد کا کام کر رہے ہیں وہ بھی جن کا کام میری رفاقت میں ہے اور وہ بھی جو دوسری اسلامی انجمنوں کے ماتحت خدمت اسلام اور خدمت مسلمین میں مصروف ہیں۔

محض داعیان اسلام ہی کیلئے اسکی ترتیب منحصر نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان جو اسکو پڑھے اور مقصد تحریر سے اتفاق کرے حق رکھتا ہے کہ اپنے حلقۂ اثر میں مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو فن حساب سیکھنے اور سکھانے کی رغبت دلائے۔ خصوصاً اپنی بیویوں، ماؤں، بہنوں کو خود حساب سکھانے کی کوشش کرے۔ کیونکہ حساب جان لینا اور حساب کا عورتوں میں رواج ہو جانا مسلمانوں کی آدھی تکالیف کو دور کر دیگا اور خوشحالی خود بخود انکے اندر پیدا ہونے لگیگی اسراف اور فضول خرچی کی جس قدر رسمیں اور عادتیں مسلمانوں میں رائج ہیں اُن کی اصلاح مذہبی وعظ و نصیحت سے زیادہ حساب کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ حساب سیکھنے سے خود ہر آدمی اپنے مال کی حفاظت کو محسوس کرنے لگتا ہے اور پھر بغیر کسی وعظ و نصیحت کے فضول خرچی سے اسکو احتیاط ہو جاتی ہے لہذا جس مقصد سے میں نے یہ محنت کی ہے اسی مقصد کے ماتحت میں ہر مسلمان سے امداد کی خواہش کرتا ہوں۔

حسن نظامی ذیقعد ۱۳۴۲ھ جون ۱۹۲۴ء

حساب گنتی کا ایک فن ہے، حساب شمارِ اعداد، شمارِ حالات، شمارِ زندگی اور شمارِ کیفیاتِ حیات کا ایک آلہ ہے۔ حساب کی دین میں ضرورت ہی او حساب دنیا میں بھی درکار ہے۔ حساب ہی سے دین کا انجام ہوگا، اور حساب ہی دنیا کو درست رکھتا ہے اور رکھے گا۔

اسمیں کچھ شک نہیں کہ حساب دنیا میں مشکلکشا ہے، اور اسکی مشکل کشائیاں ایسی صاف اور یقینی ہیں کہ کوئی شخص ان سے انکار نہیں کر سکتا۔

آخرت کے نتیجہ اعمال کو بھی حساب لفظ سے یاد کیا گیا ہے اور قرآن شریف میں بھی متعدد مقامات پر اس کا ذکر ہے یہانتک کہ قیامت اور محشر کو روزِ حساب کا نام دیا گیا ہے یعنی اسکی صفاتی سرشت کے سبب قیامت کا نام ہی یوم حساب رکھ دیا گیا ہے۔

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ط آدمیوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ اب تک غفلت میں منھ پھیرے بیٹھے ہیں۔

اس آیت میں اصل اشارہ قیامت کی طرف ہے کہ وہ دن قریب آگیا اور خلقت ابتک غافل ہے، لیکن اسکو قیامت صغریٰ یعنی زندگی کی کشمکش پر بھی مطابق کر سکتے ہیں خصوصاً آجکل کے زمانہ پر تو اس آیت کا پورا اطلاق ہے۔ کیونکہ اس دورِ دنیا کی زندگی کا دارومدار حساب پر ہے، جو لوگ حساب سے واقف ہیں اور حساب پر ان کی توجہ ہے، اور حساب کی طرف سے ان کو غفلت نہیں ہی، وہ کامیاب ہیں، اور جن کو حساب سے بے پروائی ہے حساب کیجانب سے منھ پھیرے ہوئے بیٹھے ہیں ان کو موجودہ وقت کی کشمکش میں سراسر ناکامیاں ہو رہی ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اس آیت میں پیشین گوئی فرمائی ہے کہ آدمیوں پر ایک زمانہ حساب کی زندگی کا بھی آئیگا۔ قرآن مجید نے تیرہ سو برس پہلے اس کو بہت قریب اسی لئے فرمایا تھا کہ وہ نہایت ضروری اور یقینی چیز تھی اور جس چیز کی آمد یقینی ہو

اور اسی پر انسان کی حیات کا بہت کچھ دارو مدار ہو اس کو ایسے ہی تاکیدی الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے، خواہ مدت کے اعتبار سے وہ دور ہی کیوں نہ ہو۔ مگر اس کو نزدیک ہی بیان کیا جاتا ہے،

اس آیت کے نازل ہونیکے وقت آدمیوں کو حساب کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنی آجکل ہے۔ کیونکہ اس وقت تو وہ رسولِ خدا صلعم کی قوتِ معنوی اور برکاتِ ذاتی سے خود بخود اُبھر رہے تھے اور ان کی زندگی ایک نامعلوم قوّتِ غیب سے آپ ہی آپ سنورتی چلی جاتی تھی، وہ بے حساب ملک فتح کرتے تھے، اُنکے ہاں لشکر کے مصارف کا کچھ حساب نہ رکھا جاتا تھا۔ وہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے اس قسم کے حساب نہ کرتے تھے جن کی آجکل سخت ضرورت پڑتی ہے، اور جو اُس زمانہ میں بھی روم و کسرےٰ کی متمدن حکومتوں کو ضروری تھی۔

مسلمان صدیوں بے حساب ترقی کرتے رہے، سیاسی، مذہبی، تمدنی عروج میں ان کو حساب یا کسی اور دنیاوی ذریعہ کی ضرورت نہ تھی۔ صرف اسلام کی برقی رَو اُن کے اندر کام کرتی تھی۔ لیکن جب یہ برقی رو، مادی ایّام اور اختلاطِ اقوام غیر مسلم سے کم ہوگئی اور دوسرے ملکوں کے فلسفہ نے مسلمانوں میں رواج پایا، تو ان کو بھی اپنے وقت کے ذرائع ترقی سے کام لینے کی ضرورت پیش آئی۔

خدا نے اس آیت میں اسی زمانہ کا اشارہ کیا ہے اور بتا دیا ہو کہ مسلمان کچھ دن حساب سے غافل بھی رہیں گے، اور اپنے نصیحت کرنے والوں کی باتوں پر توجہ نہ کرینگے، کیونکہ اس آیت کے بعد دوسری آیت میں اس کا اشارہ کیا گیا ہے:۔

مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ لَاهِيَةً قُلُوبُهُمْ۔ ان کے پاس خدا تعالیٰ کیطرف سے کوئی نئی نصیحت آتی ہو تو اسکو اپنے لہو و لعب کی مصروفیت میں سُنی اور ان سُنی کر دیتے ہیں اور اُنکے دل بے توجہ رہتے ہیں۔

قرآن کا مقصد یقیناً آجکل کے مسلمانوں کو بھی حساب کی طرف متوجہ کرنیکا ہے، چنانچہ قرآن نے اسی سلسلہ کی نویں آیت میں اس بیان کو بالکل ہی کھولکر ظاہر فرمایا ہے اور وہ آیت یہ ہے۔ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَیْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِیْنَ۔ پھر ہمنے اپنا وعدہ سچا کر کے دکھایا۔ پس ان کو ہمنے نجات دی اور جن کو ہمنے چاہا اور اسراف کرنے والوں کو ہلاک کر دیا۔

مسرفین کے لفظ سے صاف معلوم ہو گیا کہ حساب کے سابقہ لفظ سے مراد ہمارا دنیاوی معیشت ہی اور روز حساب میں ہمارے آجکل کے زمانہ کیطرف ہی اشارہ فرماتا ہی کیونکہ ہم حساب سے غافل ہو گئے ہیں، ہم حساب کی نصیحت کو سُنتے نہیں اور ہمارے دل لہو ولعب اور اسراف میں ایسے مبتلا ہوئے ہیں کہ حساب کا ذکر محدث (نصیحت جدید) کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔

خدا تعالیٰ نے فرمادیا نجات اُن کو ہوگی جو اسراف نہیں کرتے اور اسراف وہ نہیں کرتے جو حساب سے غافل نہیں ہیں۔ پس سلامتی اُن کو ہے جو اسراف نہیں کرتے اور حساب سے غافل نہیں ہیں باقی سب ہلاکت کے خطرے میں ہیں۔

حساب کی تاکید قرآن مجید نے جگہ جگہ فرمائی ہے کہیں علانیہ کہیں اشارہ کنایتے ہیں یہاں اُن سب آیات کو لکھوں تو یہ مضمون بہت طویل ہو جائیگا اور اصل مقصد کی تشریح کیلئے جگہ کم رہجائیگی جن کو شوق ہو قرآن مجید مترجم کا غور سے مطالعہ کریں۔

حساب کیا چیز ہی؟

تمہید کے فقرہ میں اس کا اشارہ کیا گیا ہے کہ حساب گنتی کا ایک فن ہی احساب شمار اعداد، شمار حالات، شمار واقعات زندگی اور شمار اعمال دین کا ایک علم ہی۔

دینی حساب یہ ہی کہ ہم اسپر غور کریں کہ خدا تعالیٰ نے نماز کے اوقات مقرر کیے، نماز کی رکعات کی تعداد قرار دی۔ سال میں ایک خاص مہینہ روزوں کیلئے مخصوص کر دیا، اور قرآن میں

اسکو اَیَّامًا مَّعْدُوْدَات گنے ہوئے چند دن فرمایا۔ حج کا بھی ایک وقت مقرر ہوا، زکوٰۃ بھی حساب کے عدد سے قائم کی گئی ہی نہیں اسکی فطرۃ کا تمام کارخانہ حساب کے ماتحت نظر آتا ہی اور کوئی چیز حساب سے خارج نہیں ہے

اگر ہم ان دینی اعمال پر نظر حساب سے غور کرینگے تو ہمکو معلوم ہو جائیگا کہ حساب کیا چیز ہے اور پھر ہم امور دین کو اُصولِ حساب کے بموجب ادا کرنے لگیں گے۔

دنیادی حساب یہ ہی کہ خدا نے چاند کے گھٹنے بڑھنے کو قرآن میں اوقات کی تقسیم و تعین اور مہینوں کی ضرورت سے وابستہ فرمایا یعنی گردش کواکب اور چاند کے عروج و زوال کو حساب معیشت میں بیان کیا گیا۔ اسی طرح رات دن کے اور موسموں کے اختلافات کی نسبت بھی قرآن نے اشارے کیے۔

انسان کی ضروریاتِ زندگی، کھانا، کپڑا، مکان۔ پانی، ہوا، بجلی اور وہ تمام چیزیں جو ہمارے کام آتی ہیں سب حساب کے اندر مخفی ہیں۔ حساب ہی سے ہم انکو کھاتے ہیں حساب ہی سے ہمارا ان پر قبضہ ہوتا ہے اور حساب ہی کے اُصول سے ہم انکو خرچ کرتے ہیں۔

جو شخص دینی اعمال کو حساب سے الگ ہو کر ادا کرنا چاہیگا وہ ہلاکت میں اور تباہی میں پڑیگا اور اسکا کوئی عمل پورا نہ ہو سکیگا، بلکہ بغیر مقررہ حساب کے کسی دینی عمل کی تکمیل ممکن ہی نہ ہوگی ایسا ہی جو آدمی اسباب دنیا میں حساب سے غفلت کریگا اسکی زندگی پاش پاش اور برباد ہو جائیگی

پس حساب دیکھنے میں شمار کا ایک فن ہی لیکن حقیقت میں دینی و دنیادی زندگی کی روح ہے اور ایسی روح کہ اسکے بغیر انسان کا جسم دین و دنیا میں بالکل مردہ کی مثل ہے۔

دین میں حساب کی تفصیل

(۱) نماز کا وقت خدا نے مقرر کیا ہی اگر مسلمان حساب کی غفلت کے سبب اسکی پابندی نہیں کرتے اگر وہ حساب کی اہمیت کو جانتے ہوتے تو نماز کیوقت کی انکو قدر ہوتی اب وہ

نماز پڑھتے ہیں۔ مگر جبکہ اُن کو فرصت ہو اور جبکہ اُن کا دل چاہے۔

خدا نے حساب کی ایک خاص مصلحت کے سبب نماز کا وقت مقرر کیا تھا۔ جو لوگ وقت کی پابندی کرتے ہیں، حساب کی نعمت اُن کے قریب آجاتی ہے اور انکو خود بخود علمی حساب کی برکتیں حاصل ہونے لگتی ہیں۔

نمازوں کے اوقات آفتاب کے طلوع و غروب، عروج و زوال اور رات کے ایک حسابیہ قاعدے سے مقرر ہوئے ہیں، نماز فجر رات کے خاتمہ کا حساب بتاتی ہے اور طلوع آفتاب کی حسابیہ خبر دینے آتی ہے۔ ظہر کی نماز زوال آفتاب کا حساب کرتی ہے عصر سے آفتاب کے خاتمہ کی نزدیکی عیاں ہوتی ہے مغرب کہتی ہے سورج کا حساب ختم ہوا، رات کا حساب شروع کرتے وقت خدا کو یاد کرو، پھر عشا کا وقت آتا ہے شب کی سیاہی کا کمال دیکھ جیسا کر کے عبادت حق کی آواز لگاتا ہے گویا نماز نے مسلمان کو پانچ وقت حساب سکھانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے اگر مسلمان اسکی قدر کرے اور نماز کی تعلیم سے حسابیہ فائدہ اُٹھانا چاہے تو کسی رات یا دن کے اسکول کی محتاجی اسکو نہ رہے، جہاں جا کر وہ حساب سیکھتا ہے۔

نماز کے اوقات علمی حساب کی صورت میں ہیں جس طرح سے معاش کی دنیا میں حساب روپے پیسے کی بچت اور کفایت شعاری سکھاتا ہے اور حساب کی بدولت آدمی کو روپے کی حفاظت اور دور اندیشی کی عادت ہوتی ہے۔ اسی طرح نماز کے اوقات اسکو وقت کی قدر و قیمت سکھاتے ہیں اور وقت ہی وہ چیز ہے جس سے بڑھکر دنیا اور دین میں کوئی دولت نہیں اور جو دین اور دنیا کی دولتیں انسان کو دیتا ہے اگر وہ وقت کو دین یا دنیا کے کاموں میں خرچ کرے۔

نماز کے اوقات میں عبادتِ خدا کا حساب پوشیدہ ہے۔ یہ اوقات بتاتے ہیں کہ اپنے خالق کی یاد کو شمار کرو اور جب وقت کی کسی کیفیت میں تغیر و انقلاب پیدا ہو، فوراً عبادت حق کی طرف متوجہ ہو جاؤ، چنانچہ جب رات کی حکومت ختم ہوتی ہے، عالم سے نیند کی بیخودی اور فراموش کاری کا دور روانہ ہونا چاہتا ہے تو کائنات میں ایک عظیم الشان انقلاب

آتا ہے اُسوقت مسلمان کو حکم دیا گیا کہ فوراً بیدار ہو جائے اور اس عبرتناک تبدیلی کیوقت صبح کی نماز پڑھے۔ پھر جب سورج کے کمال کو زوال شروع ہوتا ہے تو کائنات میں ایک قسم کی دوسری تبدیلی پیدا ہوتی ہے، اسواسطے ظہر کی نماز مسلمانوں کو پڑھنی پڑتی ہے پھر جب سورج کے زوال کی شکل خاتمہ غروب کی حد کے قریب پہنچ جاتی ہے تو عصر کی نماز پڑھنے کا حکم ہوتا ہے اور سورج غروب ہو جانیکے بعد جب نور کی سلطنت کا بالکل ہی خاتمہ ہو چکتا ہے اور تمام جہان اس دردناک انقلاب سے متاثر ہوتا ہے تو مسلمان مغرب کی نماز پڑھنے کو سجدے میں گر پڑتا ہے۔ اسکے بعد رات کی سیاہی کا عروج ہوتا ہے جسکے پردے میں شیطان اور نفس انسان کو عیب اور گناہ کرنے پر مائل کرتے ہیں اُسوقت پھر حکم ہوتا ہے کہ عشا کی نماز پڑھو تاکہ عروج شب میں بھی خدا کی یاد سے واسطہ رہے ان اوقات کی نگہداشت سے آدمی کو رات اور دن کی تبدیلیوں اور مناظر قدرت کی رنگینیوں کا اندازہ ہوتا ہے اور وہ فرمودۂ الٰہی کے بموجب اس حساب سے خدا کو یاد کرنا سیکھ جاتا ہے۔

نماز کا حساب بتاتا ہے کہ تم رات دن کے ہر حصۂ زندگی میں خدا کو یاد رکھو اور اسکے طفیل حساب کی نعمت حاصل کرو۔

یہی حال روزے کا ہے کہ آپ بھی مقررہ حساب سے جسمانی کثافت دور کرنے اور قوتِ صبر، قوتِ تسلیم و رضا بڑھانے اور اپنے ارادہ کی طاقت کو مستحکم کرنیکی حکمت پوشیدہ ہے روزے بھی ماہِ رمضان اور گنے ہوئے دنوں کے اسی لئے مقرر ہوئے ہیں کہ مسلمان حساب کو یاد رکھیں اور اپنے سب کام حساب کی رو سے انجام دینے سیکھیں، روزے کے افطار اور سحری میں بھی حساب کا کھلا ہوا اشارہ پایا جاتا ہے۔

زکوٰۃ میں تو حساب کے فن کی تمام طاقت رکھدی گئی ہے یعنی زکوٰۃ مسلمانوں کے مال پر حسابیہ طریقہ سے فرض ہوئی ہے کہ اتنی تعداد کی نقدی پر اتنا خدا کا ٹیکس ہے اور اتنی تعداد کے مویشیوں پر یا دیگر قسم کے اسباب پر اس قدر ٹیکس خدا کی راہ میں دینا فرض ہے، جو لوگ حساب سے واقف

ہوں اور زکوٰۃ دینا چاہیں انکو خود بخود حساب آ جائیگا کیونکہ زکوٰۃ دیتے دیتے ان کو حساب کے
جزئیات و کلیات پر عبور ہو جائیگا۔ گویا خدا نے زکوٰۃ کو بھی حساب کا معلم قرار دیا ہے!
حج اور اسکی تمام رسمیں بھی فن حساب کے ماتحت ہیں۔ اول تو حج کا مقررہ وقت
پھر طواف چکروں کی تعداد پھر صفا مروہ کی مقررہ تعداد سے سعی پھر عرفات میں مقررہ وقت
پر جانا وغیرہ وغیرہ جس قدر اہم ہیں ان سب کے اندر حساب پوشیدہ ہے۔
غرض یہ چاروں اسلام کے بنیادی ارکان ہیں اور چاروں کے چاروں حساب
کے معلم ہیں اور انپر عمل درآمد کرنے سے حساب خود بخود آ جائیگا۔

دینی معاملات میں محاسبہ کی تلقین

پس تمکو چاہیئے کہ جب خدا کے مذکورہ فرائض ادا کرو تو حساب کو ضرور پیش نظر رکھو جو شخص
حساب کا فن جانتا ہوگا اسکی نماز بھی عمدہ ہوگی۔ اس کا روزہ بھی درست ہوگا اور زکوٰۃ و حج
بھی اچھی طرح وہ ادا کر سکیگا۔ مگر میں تمکو ایک دوسری بات حساب کے ماتحت امور دین میں بتانی
چاہتا ہوں اور وہ ایسی ہے کہ اگر تم اس کا خیال رکھو گے تو تمہارے دینی فرائض پختہ اور مستحکم
ہو جائیں گے اور معاش کے حساب کی طرح معاد کے اس حساب سے بھی تمکو فائدہ پہنچنے لگیگا۔
امور دین کا محاسبہ یہ ہے کہ تم جب نماز پڑھو تو گذشتہ وقت کی نماز سے لیکر موجودہ وقت
کی نماز تک درمیانی حصہ کا دل میں حساب کرو کہ اس میں تمنے کتنے گناہ کئے اور کتنی نیکیاں
تم سے صادر ہوئیں، اگر ہر نماز کیوقت تم یہ محاسبہ جاری کروگے تو چند روز میں تمہاری برائیاں
معدوم و کم ہو جائینگی۔ اور تم نیکی کے سوا کوئی بدی نہ کرنے پاؤ گے مگر شرط یہ ہے کہ تم محاسبہ
کرنیکے بعد گناہوں سے توبہ بھی کرو اور نیکیوں کا حساب کرنیکے بعد خدا کا شکرانہ بھیجو
اور دعا کرو کہ خدا مجھ کو اس سے زیادہ نیکیاں کرنیکی توفیق دے۔
اگر ہر نماز کے بعد تمکو حساب کرنے کی فرصت نہ ملے اور معاش کی مجبوریاں اس

غور کا وقت نہ دیں تو عشا کی نماز کیوقت ضرور حساب کیا کرو کہ یہ محاسبہ دوسرے دن کی
بُرائیوں کو کم کر دیگا اور نیکیاں روز بروز بڑھتی چلی جائینگی۔

اسی طرح روزوں کے زمانہ میں اور زکوٰۃ دیتے وقت اور حج کے ایام میں تمکو
محاسبہ کرنا چاہیئے۔ رمضان کا محاسبہ یہ ہو کہ سال بھر کے گناہوں اور نیکیوں کا ملیں
حساب لگاؤ۔ اور گناہوں کے شمار کے بعد توبہ کرو اور نیکیوں پر خدا کی حمد و ثنا بجالاؤ،
زکوٰۃ دیتے وقت اپنی اور زکوٰۃ لینے والے کی حالت کا حساب کرو اس سے تمکو خدا کی نعمت
کی قدر ہوگی اور دنیا کی معاش میں ترقی کرنے کا ولولہ پیدا ہوگا،

حج تمام عمر کے حساب کی ایک صورت ہے۔ اگر کئی حج نصیب ہوں تو سبحان اللہ ورنہ
دولتمند پر صرف ایک حج فرض ہے، ساری زندگی کے شمار اعمال اور توبہ استغفار کا موقع
سمجھنا چاہیئے۔

ان تمام محاسبات میں نماز کا محاسبہ تمکو پکا مسلمان بنادیگا اور تم حقیقی روح دین
اسلام کی اپنے اندر دیکھنے لگو گے۔ قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ نماز فحش اور بُری باتوں
سے انسان کو روکتی ہے مگر دیکھا جاتا ہے کہ زیادہ تر نمازی لوگ آجکل بُرے کاموں میں
ملوث نظر آتے ہیں اور نمازی ہونا بداعمال ہونیکی ایک علامت قرار پاگیا ہے اسکی
بہت سی وجوہات ہیں اور ان میں ایک وجہ یہ بھی ہو کہ نمازی لوگ اپنے اعمال کا محاسبہ نماز
کیوقت نہیں کرتے حالانکہ نماز کی پہلی تکبیر میں کانوں تک ہاتھ لیجانا اسکی صاف
علامت ہو کہ مسلمان حساب کر کے تمام گناہوں اور خدا کی نافرمانیوں سے ہاتھ اُٹھا کر خدا کی
بڑائی کے آگے ہاتھ باندھکر کھڑا ہوجائے پس اگر نمازی لوگ اپنے اعمال کا حساب
رکھیں اور نیت باندھتے وقت ان تمام اعمال سے توبہ کا خیال اور ان سے دست بردار
ہونیکی نیت بھی کرلیا کریں تو چند روز میں ان کی نماز تمام فواحش اور منکرات یعنی بُرائیوں سے
ان کو پاک و صاف کردے اور نماز میں ان کو خشوع بھی ہونے لگے اور ان کے دل کے

خطرے بھی کم ہو جائیں جنکی آجکل ہر شخص کو شکایت ہوتی ہو۔

خلاصہ مقصد یہ ہو کہ مذکورہ ارکان اسلام کی طرح ہر دینی عمل میں حساب کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اس سے چند روز میں مسلمانوں کی دینی حالت درست ہو جائیگی اور وہ قیامت کے حساب میں پورے اُتریںگے، جو ان کی زندگی دنیا کا حاصل مطلب اور مقصود حقیقی ہو۔

اُمورِ دُنیا میں حساب کی ضرورت

دین کے حساب و کتاب کا مختصر ذکر ہو چکا، اب دنیا کے حساب کو دیکھنا چاہیئے۔ جسکے اوپر ہم مسلمانوں کی معیشت اور معیشت کا دوسرا حصہ سیاست منحصر ہے۔

مسلمان امورِ دنیا میں حساب سے بہت غافل اور بیخبر ہو گئے ہیں، شروع میں جو آیت لکھی گئی ہے کہ آدمیوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ غفلت میں منھ پھیرے بیٹھے ہیں، وہ بالکل آجکل کے مسلمانوں پر صادق آتی ہو، ان دنوں مسلمان اُسی کو کہتے ہیں جو حساب سے نابلد ہو، یہ وقت وہ ہے کہ ہر مسلمان حساب کی قوت سے فطرتاً محروم خیال کیا جاتا ہے، اسکولوں میں مسلمان بچے عام طور سے حساب کی تعلیم میں کمزور اور بے پروا پائے جاتے ہیں اور عموماً وہ حساب سیکھنے سے دم چراتے ہیں اور حساب ان کو ایک جنجال معلوم ہوتا ہے، اور حساب ہی میں وہ اکثر فیل ہو جاتے ہیں۔

مسلمان حساب کو ذلیل بنیوں کا فن سمجھتے ہیں، اُن کے لیے حساب بہت ہی حقیر اور ادنیٰ چیز ہے، اس کی وجہ یہ ہو کہ اُنھوں نے آنکھ کھول کر اپنی جرأت اعدازوں تیغ سے ملک فتح کرنا اور ملکوں کی دولت کو بے حساب خرچ کرنا سیکھا تھا، اُنھوں نے کسی جگہ حساب کی قوت سے فتح حاصل نہیں کی، جیسا کہ ہندوستان و دیگر ملکوں میں انگریزوں نے حساب کی طاقت سے فتح حاصل کی ہی، انکی قومی اور نسلی روایات میں کہیں مذکور نہیں ہے کہ حساب بھی ایک ہتھیار ہو اور یہ ہتھیار بھی ملک فتح کر سکتا ہو۔

بیشک مسلمانوں نے تجارتیں کیں، اور ان کے رسول نے اپنا پہلا عمل معیشت میں تجارت ہی سے شروع فرمایا تھا اور آجتک مسلمان اچھے تاجروں کی حیثیت میں موجود نظر آتے ہیں۔ مگر اُنھوں نے تجارت بھی ہمیشہ بحیاب کی یعنی تجارت میں حساب کے اس نکتہ کو پیش نظر نہیں رکھا کہ دوسری اقوام پر تجارتی حساب کی رُو سے فاتحانہ حکومت بھی کی جاتی ہے، اور تجارتی حساب کے لشکر اقوام غیر کو نامعلوم طریقہ سے آہستہ آہستہ مغلوب کرتے کرتے بالکل ہضم کر جاتے ہیں۔

مسلمان اگر یہ کہیں کہ ہمارا قومی شعار دُنیا کی اقوام کو گھن کے کیڑے کی طرح اندر ہی اندر کھاجانا نہیں تھا، ہم ایک دفعہ تو زبردست حملہ کرکے اقوام کو زیر و زبر کر ڈالتے تھے اور اُنکی دولتوں کے حاکم و مالک بن جاتے تھے، مگر اس انقلاب و تکلیف کی بہت تھوڑی مدت ہوتی تھی اور ہماری اس یورش سے عارضی صدمے اقوام مفتوح کی زندگی کو پہنچتے تھے۔ تو ان کا کہنا سچ ہوگا، کیونکہ مسلمانوں نے دنیا کے کسی حصّہ میں تجارتی حساب کا غلبہ حاصل نہیں کیا، اور اُنھوں نے کسی قوم کی معیشت کو اپنے تجارتی حساب کے شکنجہ میں کس کر نیست و نابود نہیں کر ڈالا۔ اُنھوں نے دوسری قوموں کے مُلک تلوار کے زور سے چھین لئے، وہ دوسری قوم کے تاج و تخت کے مالک ہو گئے، مگر مفتوح اقوام کی معیشت برباد نہیں ہوئی اور اقوام کی زندگی کے وہ تمام اعضا سلامت رہے جن سے انکی فارغ البال حیات کا نشان ملتا تھا۔ چنانچہ مسلمان دنیا کے جس حصّہ میں گئے اپنی مفتوح قوموں کو اُنھوں نے بحیاب دولت دی، دولت ہی نہیں بلکہ علم بھی بے حساب، اقتدار بھی بے حساب، اور زندگی کی ضروریات بھی بے حساب، مسلمانوں نے مفتوح اقوام کی بچی ہوئی آمدنی سے فائدہ اُٹھایا اور ان کی دولت کی بنیاد کو ہاتھ نہ لگایا۔ یہی وجہ ہے کہ انکی محکوم و مفتوح اقوام آجتک سلامت ہیں، اور ان میں سے ایک بھی کم اور معدوم نہیں ہوئی۔

اگر مسلمان تجارتی حساب کی رو سے ملک فتح کرتے اور تجارتی حساب کے بموجب حکومت کا طرز مقرر کرتے تو آج انکی وہ مفتوح اقوام جو سات سات اور آٹھ آٹھ سو برس تک محکوم رہیں صفحۂ ہستی سے ناپید ہو جاتیں۔

تجارتی حساب میں سود ایک ضروری روح ہے، کوئی تجارتی حساب سود کی روح بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اور چونکہ مسلمانوں کو سود سے روکا گیا تھا اور اس وجہ سے روکا گیا تھا کہ اس سے خود غرضی پیدا ہوتی ہے، اس سے بیرحمی کا جذبہ اُبھرتا ہے، اس سے اپنی بقا اور دوسرے کی فنا کا خیال دامنگیر ہوتا ہے، مسلمان سود سے بیچے رہے، اور اُنہوں نے ایسا کوئی کام نہ کیا جسکے اندر سود کا دخل ہو، مسلمانوں کی تجارت شروع اور وسط کے زمانہ میں سود سے پاک رہی اور بغیر سود کے خوب چلی، کیونکہ سودی تجارت کا مقابلہ ان کو درپیش نہ تھا۔ اب مسلمان مجبوراً سودی تجارت کرتے ہیں کہ اسکے بغیر ان کے کاروبار کا چلنا محال و ناممکن ہو گیا ہے تب بھی وہ سود کے ان بُرے اثرات سے حتی المقدور دور رہنا چاہتے ہیں، جو سود خوار اقوام کا شعار ہو گئے ہیں، مسلمانوں کی تجارت جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے اقوام پر فاتحانہ ہتھیار کبھی نہیں بنی، البتہ اسلامی تبلیغ کا کام تاجروں نے کیا، مگر اس میں بھی وہ خود غرضی نہ تھی، جو یورپین مورخوں کو نظر آتی ہے اور وہ اپنے طرز عمل پر قیاس کرکے مسلمانوں کی تبلیغ اسلام کو تجارتی حساب کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

گو مسلمانوں نے آجتک معیشت کے معاملہ میں حساب سے سروکار نہیں رکھا اور تجارت و سیاست میں حساب کی قوت سے اُنہوں نے وہ فائدہ نہیں اُٹھایا جو آجکل کی فاتح اقوام اُٹھا رہی ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ اب انکو حساب کی بہت ضرورت ہے۔ دوسروں پر فتح پانیکے لئے نہیں بلکہ اپنی زندگی بچانیکو، اپنی معیشت کو تباہی سے محفوظ رکھنے کو بلکہ اپنی قوم کی جزو کل دینی و دنیوی ہستی برقرار اور سلامت

جب دودھ چھوٹ جائے تو بچہ کی غذا کا بھی حساب لگاؤ، اور پہلے سے سوچ
با طبی مشورہ لیکر قرار دو کہ کتنی غذا کیا کیا غذا کس کس وقت اسکو دیجائے، ایسا ہی
اسکے کپڑوں کا بھی حساب رکھو، کہ تمہاری حیثیت اور مقدرت کیموافق اُس کو صاف
کپڑے ملتے رہیں۔ کپڑوں کے حساب میں گوٹہ کناری اور ریشم کے مکلف لباس کا
خیال ترک کردو بلکہ دُھل سکنے والے کم قیمت کپڑے حساب کرکے تجویز کرو تاکہ بار بار
بدلے جائیں اور بچہ صاف ستھرا رہے
بچہ کے سامنے خدا و رسولؐ کے ذکر اور دینی باتیں کرنے کا بھی حساب کیے
ہو جب ایک وقت مقرر کرو۔ صبح شام کا وقت اچھا ہے، جب اُنکے کھانے سے
فراغت ہو، بچہ یا بچوں کو لیکر بیٹھ جاؤ اور ان کے آگے اسلامی کہانیاں کہو، مگر اسمیں بھی
وقت کا حساب قائم رہے، حساب سے زیادہ وقت ضائع نہ کرو۔ بچوں کے سونے
کھانے، کھیلنے غرض ہر بات کا حساب کرکے وقت مقرر کرنا چاہیئے۔
جب بچہ ذرا ہوشیار ہو جائے تو مکتب بھیجنے کا حساب کرو اور وہ یہ ہے کہ
پہلے سوچو کہ نیک لائق اور قریب رہنے والا اُستاد کون ہے، اور اسکو کتنی تنخواہ دیسکتے
ہو، اس تجویز کے بعد حساب کرو، بچہ کی ابتدائی تعلیم میں کتنا خرچ کر سکنے کی حیثیت ہے
یعنی ابتدائی تعلیم کے تمام خرچ کا ایک تخمینہ پہلے سے طے کر لو تاکہ اندھا دھند خرچ
نہ کرنا پڑے۔ اس خرچ میں یہ یاد رکھو کہ بچوں کی ابتدائی تعلیم بڑھیا اور بہت لائق اُستادوں
سے ذرا زیادہ خرچ کرکے کراؤ کیونکہ شروع کی اچھی تعلیم سے اس کی آیندہ حالت درست
ہوگی، لوگ غلطی کرتے ہیں کہ شروع میں گھٹیا اور کم لیاقت اُستادوں سے پڑھواتے ہیں اور
بعد میں اچھے اُستاد تلاش کرتے ہیں حالانکہ بعد میں بچہ کی عقل بڑھ جاتی ہے اور وہ
خود اسکی رہنما ہوتی ہے، ضرورت تو ابتدائی اُستاد کے زیادہ لائق ہونیکی ہے۔
بچہ کی تربیت کا خیال تعلیم سے زیادہ ہونا چاہیئے، اس واسطے ایسے اُستاد

تلاش کرو جو تربیت اچھی دے سکیں، اور جن کی صحبت اچھی مشہور ہو، اور یہ جب ہی ہوگا کہ تم پہلے سے سب باتوں کا حساب لگاؤ گے۔

مذہبی تعلیم کو مقدم رکھو مگر اسمیں عمر کا بڑا حصہ خرچ نہ کرو، قرآن شریف ناظرہ پڑھاؤ اور نماز روزے کے مسائل زبانی یاد کراؤ اور مسلمانوں کی تاریخی باتیں شروع سے انکے سامنے بیان کرتے رہو، اور ایسے اُستاد تلاش کرو جو اسکی لیاقت رکھتے ہوں۔

اسکے بعد انگریزی یا وہ تعلیم دلواؤ جو معاش کیلئے ضروری ہو مگر اس کا حساب لگانیکی سخت ضرورت ہے کہ پہلے اپنے بچوں یا بچہ کی آیندہ طرز زندگی کس قسم کی چاہتے ہو اگر اسکو تاجر بنانا ہے تو حساب اور ملکوں کی پیداوار اور درآمد برآمد وغیرہ باتیں پڑھانے کا بندوبست کرو، اگر ڈاکٹر بنانا ہے تو شروع سے اس قسم کی تعلیم کا خیال رکھو اسی طرح انجنیر بنانا ہو، وکیل بنانا ہو، یا دفتر کی نوکری کرانی ہو یا کچھ اور مشغلہ پیش نظر ہو تو اول دن سے اسی کیموافق تعلیم کا بندوبست کرو۔

وہ لوگ سخت گمراہ ہیں جو اولاد کو آنکھیں بند کرکے پڑھاتے ہیں، اور انکو معلوم نہیں رہتا کہ ان کا بچہ بڑا ہو کر کیا کام کریگا، یہی وجہ ہندوستان میں ہم لوگونکی خرابی اور کم لیاقتی کی ہے، کہ ہم پہلے سے حساب نہیں کرتے اور اپنی آیندہ زندگی کا مقصد قرار نہیں دیتے اس واسطے اس حساب کی اشد ضرورت ہے کہ اولاد کا آیندہ کام پہلے سے سوچ لیا جائے، اور اس کیموافق شروع سے اسکی تعلیم و تربیت ہو۔

شادی کا وقت آئے تو اپنے لڑکے یا لڑکی کی عادات و خصلت و لیاقت اور خود اپنی حیثیت کا حساب لگاؤ اور اسکے موافق دُلھن دولہا کو انتخاب کرو، اس حساب سے تمہاری اولاد کی زندگی بہت اچھی گزرے گی ورنہ سخت تکالیف کا سامنا ہوگا جیسا کہ ہوتا ہے۔ شادی کرنے میں بھی اپنی بساط اور مقدرت کا حساب کرکے خرچ کی پہلے سے ایک مقدار مقرر کرو، اور اس مقدار سے ایک پیسہ زیادہ خرچ کرنے کا

خیال دلمیں نہ آنے دو۔

شادی کے بعد نئے اخراجات خانگی کا بھی ایک حساب لگاؤ، تاکہ تمہارے لڑکے کی بیوی شروع سے مقررہ خرچ کی عادی ہو جائے، اور فضول خرچی کی طرف اسکو میلان نہ ہو۔

گھرداری کی زندگی شروع ہونیکے بعد ہر مہینہ کے کھانے اور ہر موسم کے لباس اور ہر وقت کے تہوار، اور تقریبات کا پہلے سے حساب لگا لیا کرو اور بساط سے زیادہ خرچ مقرر نہ کرو، اور جب خرچ شروع ہو تو مقررہ حساب کے اندر رہو۔

مذہبی نیاز، نذر، خیر خیرات وغیرہ کا بھی پہلے سے حساب کرلو اور سوچ لو کہ ہر مہینے اتنی مقدار اس کام میں خرچ کرنی ہے، اور پھر چاہے کچھ ہی ہو جائے ہرگز ایک پیسہ مقررہ تخمینہ سے زیادہ خرچ نہ کرو۔

دوستوں اور کنبہ داروں کے لین دین اور خاطر مدارات کا بھی حساب کے بموجب ایک ماہواری تخمینہ مقرر کرنا چاہیئے، کیونکہ لوگ اس معاملہ میں بہت ہی بے حساب کام کرکے تباہ ہوتے ہیں۔

تفریحات جائز کا بھی اپنی حیثیت اور مقدرت کیمطابق ماہوار تخمینہ لگا لو اور اس سے زیادہ کسی تفریح میں کچھ خرچ نہ کرو۔

طلب اعزاز کا خرچ بھی آجکل ایک خاص صورت کا بنتا جاتا ہے، عزت کے حصول میں یہ حساب ضرور کیا کرو کہ عزت کا وزن کتنا پیش نظر ہے، اور کتنے خرچ اور کتنی ذلت برداشت کرکے یہ عزت سستی رہیگی۔ اگر حساب کے بموجب خرچ اور ذلت اٹھانیکا وزن عزت کے وزن سے کم ہو تو عزت حاصل کرلو اور خرچ و ذلت کا مقررہ تخمینہ بیدریغ صرف کرو مگر ہلکی اور کم وزن عزت کیلئے بھاری خرچ اور بھاری ذلت اٹھانی سخت بیوقوفی ہے۔

یہ مسئلہ بہت ہی نازک اور ضروری ہے اور مثالوں کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتا۔ بیماری میں خرچ کا حساب لگانا دشوار ہے۔ تاہم یہ حساب لگا سکتے ہو کہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ خانگی حالات کیموافق اخراجات بیماری کیلئے الگ اور مخصوص کس مقدار میں رکھنا چاہیے۔ اور یہ حساب گھر کے آدمیوں اور انکی تندرستی کی حالت دیکھ کر آسانی سے ہوسکتا ہے، مگر یہ یاد رہے کہ دواؤں کی عادت ڈال لینا اور خواہ مخواہ ذرا ذرا سی بات پر حکیموں اور ڈاکٹروں کے پاس دوڑا ہوا جانا غلطی ہے، پہلے حفظ صحت کے اصولوں کا حساب مقرر کرلو تو بہت کم بیماریاں گھر میں آئیں گی، اور مناسب یہ ہو کہ اردو زبان کی کوئی اچھی طبی کتاب علاج کے خرچ سے خرید کر رکھ لو اور جب ضرورت پڑے تو اس سے مدد لو، تاکہ حکیموں اور ڈاکٹروں کے خرچ سے محفوظ رہو۔

خدانخواستہ جب کوئی مرجائے تو خلاف شریعت اسراف کی رسموں سے بچو، اور نیاز، فاتحہ کا پہلے سے ایک تخمینہ مقرر کرو۔ جو پس ماندوں کی حیثیت سے ذرا بھی زیادہ نہو اور فضولیات کا ذرا سا نشان بھی نہ پایا جائے۔

قصہ مختصر زندگی کا کوئی دینی یا دنیاوی کام حساب کے عملی طریقوں سے خالی نہ رہے اور ہر چیز حساب کے اندر آجائے۔

اگر تم سب باتوں پر جو میں نے بتائیں عمل نہیں کرسکتے تو کم از کم ایک دو باتیں تو اختیار کرلو اور ان پر مضبوطی سے قائم رہو پھر تم خود بخود جان جاؤ گے کہ حساب سے کام کرنے میں کتنا فائدہ ہے، اور حساب تمہاری حالت کو چند روز میں کیسا بہتر اور عمدہ بنا دیتا ہے۔

میری رائے میں بچوں کی تعلیم اور انکی آئندہ مقصد زندگی کا حساب پہلے سے کرلینا اور روزمرہ کے خرچ کا پیشگی تخمینہ بنالینا سب عملی طریقوں میں ضروری اور اشد ضروری طریقے ہیں، ان کو تو ضرور ہی اختیار کرنا چاہیے اور ان پر عمل کرنیکا تو ہر شخص کو ارادہ کرلینا مفید ہوگا +

دماغ کی تفریح کا حساب

میں جانتا ہوں کہ میرا یہ روکھا پھیکا بیان پڑھتے پڑھتے وہ لوگ تھک گئے ہونگے جنکو میرے چٹ پٹے مضامین پڑھنے کا اشتیاق رہتا ہے۔ اسواسطے میں آخر میں اُنکے دماغ کی تفریح کیلیے بھی تھوڑا سا وقت خرچ کرنا چاہتا ہوں۔

حساب کی مشکلکشائیاں آفت ہیں، اُن چٹوری خانم کیلیے جو بازار کے کچالو بے حساب کھاتی ہیں، برف والے کے ہنڈے کے ہنڈے خالی کردیتی ہیں، سردی میں گوند کھانے، حلوا سوہن، سری پاسنے کھائے بغیران کو نیند نہیں آتی، گرمی میں ہروقت برف کا پانی پیتی ہیں اور لمبی لمبی ڈکاریں لیکر ہائے ہائے گرمی کی دھوم مچاتی ہیں، برسات میں اُن کے گھر روز کڑھائیاں چڑھائی جاتی ہیں، گلگلے پکتے ہیں، ٹکیاں تلی جاتی ہیں اور محلہ کی جمیلا لاڈو من بھری سہیلیونکو یہ لنگر عام طور سے تقسیم کیا جاتا ہے، اُن کے میاں جب یہ حساب کا مضمون پڑھیں گے اور اپنے گھر کے خرچ کا تخمینہ مقرر کرنا چاہیں گے، تو چٹوری خانم بہت ہی بگڑینگی۔ بہت جز بز ہونگی، اور دل ہی دلمیں پہلے تو اس مضمون کے راقم کو کوسنے دیں گی اور پھر شوہر سے خطاب ہوگا " لگا دو، سب چیزوں پر مہر لگا دو، بھاڑ میں جائے یہ گھر جو ٹے میں پڑے یہ گھر والا، کھانی پینی چیز بھی آنکھوں میں آنے لگی، میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ اس گھر میں مکھیاں تک کنجوس ہیں، اور یہاں میرا گزارہ قیامت تک نہ ہوسکے گا"

غضب خدا کا یہ بھی کہیں سُنا ہے کہ گھر کی مالک بیوی تول کر کھائے تو لکر پیئے، اور گن گن کر سانس لے، آج تو تم آٹے، دال، گھی، کھانڈ، نون، تیل، لکڑی کا حساب کرتے ہو کل کھانا نوالے بھی حساب سے کھاؤ، اور میرے رجسٹر میں ان کا شمار لکھواؤ، نا صاحب مجھ سے یہ قید نہیں بھگتی جائیگی۔ انسان کے پیٹ میں کچھ نہ

جائے تو وہ اپنی ہڈیاں گھر کے کام کاج میں کیونکر پیلے۔ یہاں تو وہ آدمی کام کرے جو لوہے کا بنا ہوا ہو، یہ گھر نہیں بگھی خانہ ہے۔ جہاں ہر وقت بیلوں گھوڑوں کی طرح گاڑیاں کھینچنی پڑتی ہیں۔

اگر ایسی ہی کفایت شعاری کرنی ہے، اگر یہی کوڑی کوڑی جوڑنے کی سمائی ہے، تو خدا حافظ، بندی اپنی اماں کے ہاں جاتی ہے، یہ گھر تم کو مبارک رہے لے آؤ اپنی کسی اور رہتی سہتی کو، جس کے لگائے بجھائے سے میری قید کے یہ سامان کئے جاتے ہیں، وہی آن کر اس حساب کتاب کی قید اُٹھائیگی، مجھ سے اُمید نہ رکھو، جان ہے تو جہان ہے، جب کھاؤنگی نہیں تو جیوں گی کیونکر، جب ہوتا ہے امیرے ہی کھانے کا رونا ہوتا ہے۔

غریب میاں نے ڈرتے ڈرتے کہا خفا کیوں ہوتی ہو میں نے تو ایک بات کہی ہے اور تمہارے ہی بھلے کی کہی ہے، مہینہ بھر کے خرچ کا پہلے سے حساب لگا لیا کریں تو کیا بُرائی ہے، تم جو چاہو کھاؤ، پیو، پہنو، اوڑھو، خدا نے جو کچھ دیا ہے کھانے پینے کے لیے دیا ہے، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ حساب کے اندر سب کام ہوا کریں اور بے حساب اللّٰہ تلّے کا اندھا دھند خرچ نہو، اب نہ یہ خبر ہوتی ہے کہ مہینے میں گھی کتنا خرچ ہوا، آٹا کتنا آیا، نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مہینے سے دوسرے مہینے میں خرچ کی کتنی زیادتی ہوئی۔

چٹوری خانم جھنجلا کر بولیں، چلو، بس رہنے دو، بڑے بچارے بلی کی طرح مس مسی باتیں کرنے نکلے ہیں، میں کیا سمجھتی نہیں۔ تم ڈال ڈال ہو تو میں پات پات ہوں۔ یہ سب میرے اختیار پر مُہر لگانے اور دودو ولے سے ترسانے کی ترکیبیں ہیں، صاف کیوں نہیں کہدیتے کہ اس گھر میں اب کوئی دوسری آنیوالی ہے۔

یا ایک لاڈلے صاحبزادے کو دیکھنا، جن کے والد ماجد نے ابھی حساب کی

مشکل کشائیاں" مضمون گھر میں سُنایا ہے، اور کہہ رہے ہیں کہ میاں رشید تم بہت فضول خرچ ہو، یہ دس دس جوڑیاں انگریزی جوتوں کی گھر میں رکھی ہیں پھر نئے بوٹ خریدنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب بازار جاتے ہو کچھ نہ کچھ لیکر آتے ہو، نہ پڑھنے پر جی لگتا ہے، نہ کسی کام پر، بس کرکٹ ہے، فٹ بال ہے۔ تازی گلڈاک کتّے ساتھ لیے اور شکار میں خاک اُڑانے چلے گئے۔

اب میں تمہارے خرچ کا ایک حساب مقرر کر دوں گا، اس سے زیادہ ایک کوڑی تم کو نہ دیجائیگی۔

لائق اور ادب والے بیٹے نے باپ سے کچھ نہ کہا اور چپکا بیٹھا انکی باتیں سُنتا رہا، مگر جب وہ باہر چلے گئے تو پہلے اُٹھ کر اس مضمون کی کتاب کو اُٹھا کر زمین پر دے مارا، اور اس کے بعد اماں جان سے رونی صورت بنا کر کہا۔ بس بی بس، اب تو ہم زہر کھا کر مرجائیں گے، یا کہیں پردیس میں منہ کالا کر کے نکلجائیں گے، اب ابّا جان کو ہم دوبھر ہو گئے۔ سارے جہان میں دستور ہے کہ ماں باپ کماتے ہیں۔ بچّے اُڑاتے ہیں، کھاتے ہیں، جب ماں باپ ہی ایسے کنجوس ہوجائیں گے تو بچّے کس کے پاس جاکر اپنے ارمان نکالیں گے۔

زہر اور پردیس کا نام سُنکر امّاں کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی، اور اُنھوں نے ایک دوہتڑ اپنے سینے پر مار کر کہا، ہے ہے، بیٹا ایسا خیال تو نہ کیجو ورنہ میں ہندی بن آئی مرجاؤں گی، بکنے دے باوا کو۔ میرے دم میں دم ہے تو تیری ہر بات کو پورا کرونگی اور کسی چیز میں تیرا جی میلا نہ ہونے دونگی۔ پیسہ کی کیا ہستی ہے۔ اولاد سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ خاک میں پڑے یہ حساب کتاب میں ایسی کفایت شعاری سے باز آئی۔ جس میں اٹھارہ برس کا لال ہاتھ سے جاتا ہے آنے دے باوا کو، دیکھو تو کیسی خبر لیتی ہوں۔

یا حساب کی مشکل کشائیاں پڑھ کر ایک شائستہ اور دانشمند مزاج کے میاں بیوی کے پاس بیٹھ جائیں گے۔

میاں کہے گا بہت ٹھیک لکھا ہے، ایک ایک بات موتیوں میں تولنے کے قابل ہے، آج سے ہم بھی اپنی ہر بات کا چاہے وہ دینی ہو، یا دنیاوی حساب کیا کرینگے اور بغیر حساب کوئی کام نہ کرینگے۔

بیوی جواب دیں گی ہاں بیشک ایسا ہی ہونا چاہئے، ایسی عقل کی باتیں کہاں نصیب ہوتی ہیں، اس میں تو ہمارے دونوں جہان کے بیڑے پار ہونیکی تدبیریں بتائی گئی ہیں، تم گھبراؤ نہیں میں آج ہی تم کو بتاؤں گی کہ مہینے بھر میں کھانے اور برتنے کی کس کس چیز کی اور کتنی کتنی ضرورت ہوگی۔ پھر تم حساب کر کے اس کا تخمینہ بنا لینا۔ ایسا ہی اس کتاب کے لکھے بموجب گھرداری اور دینداری کے سب معاملات کا رفتہ رفتہ بند و بست کرونگی اور پھر ہمارا کوئی کام حساب سے باہر نہ رہیگا۔

میاں کہیگا، آفرین تمکو۔ خدا تمہاری مدد کریگا۔ خدا رسول کے حکم کے سامنے ہمارا سر جھکا ہوا ہے، اس میں جو کچھ ہے عین خدا کے منشا کے موافق ہے ہم ان مشوروں پر ضرور عمل کرینگے۔ کیونکہ اس میں تو سب ہی کے فائدے اور سب کے خوش باش اور فارغ البال ہونیکی باتیں ہیں۔

الٰہی تو اس بیان میں ایسا اثر دے کہ سب لوگ ایسا ہی کہیں اور کریں جیسا کہ ان میاں بیوی نے کہا اور کیا۔

حساب کے قصے

سنہ ۱۹۲۳ء میں سوامی شردھانند نے مسلمانوں کو مرتد آریہ بنانے کا کام شروع کیا تو تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں جوش و خروش کی آگ بھڑک اٹھی، ہر صوبہ کے

شہروں، قصبوں اور دیہات کے مسلمان فتنۂ ارتداد کی روک تھام کی تجویزیں کرنے لگے اور اپنے اپنے مقام پر لوگوں نے چندے کرکے ایک ایک دو دو یا اس سے زیادہ مولویوں کو نوکر رکھا تاکہ وہ متھرا اور بھرتپور کے علاقہ میں جاکر جہاں ارتداد کی آگ بھڑک رہی تھی، مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچائیں، نتیجہ یہ ہوا کہ چند مہینے کے اندر بیشمار مولوی واعظ اور مبلغ وہاں جمع ہوگئے، انھوں نے بہت اچھے اچھے کام کئے، مسلمانوں کو ارتداد سے بچالیا، آریوں کی غلط بیانیوں کی قلعی کھولکر رکھدی، مگر اس کے ساتھ ہی نقصان بھی ہوا کہ ضرورت اگر پانچ آدمیوں کی تھی تو پانسو آدمی وہاں پہنچ گئے، ہندوستان کے کسی مسلمانکو یہ خیال ہی نہ آتا تھا کہ بھرتپور، آگرہ، فرخ آباد وغیرہ علاقہ کے مسلمان ملکانوں کے سوا اور بھی کسی جگہ حفاظت اور اشاعت اسلام کی ضرورت ہے یا نہیں یعنی کسی اور مقام پر بھی آریوں کے حملہ کا امکان ہے یا نہیں، مگر چونکہ مسلمان حساب نہ جانتے تھے ان میں سے ایک شخص نے بھی اس کا خیال نہ کیا، اور لاکھوں روپے خرچ کرکے سینکڑوں ہزاروں آدمی ایک ہی علاقہ میں بھیجدیے، اگر مسلمانوں کو حساب آتا ہوتا تو وہ سوچتے اور غور کرتے کہ ہندوستان بہت بڑا ملک ہے اور ہر جگہ جاہل اور مذہب سے ناواقف مسلمانوں کی کثیر آبادیاں ہیں، ایک ہی علاقہ میں ساری قوت کا خرچ کردینا مناسب نہیں ہے "دوسرے علاقوں میں بھی کام کرنا چاہیے"، اگر وہ ایسا کرتے یعنی ایک ہی علاقہ میں اپنی ساری قوت بے ضرورت اور بیفائدہ خرچ نہ کرڈالتے تو پھر ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا جو بعد میں پیش آئیں، یعنی جب آریہ سماج نے دوسرے صوبوں پر حملہ کیا اور جگہ جگہ آندھیاں ہونے لگیں تو مسلمان پریشان ہوگئے۔ اُن کو اپنے علاقوں کی حفاظت میں بڑی دشواریاں پیش آگئیں کیونکہ وہ کام کرنے والے مولویوں، واعظوں اور مبلغوں کو ایک ہی جگہ بیشمار تعداد میں جمع کرچکے تھے اور وہ مولوی اور واعظ عقاید کے باہمی اختلافات کے سبب آریوں کو جواب دینے کی بجائے خود آپس کی لڑائیوں میں

مصروف تھے۔

یاد رکھو یہ سب خرابیاں حساب سے ناواقف ہونیکے سبب پیش آئیں، آریہ قوم حساب سے واقف تھی اس نے ہر کام کو حساب کے اُصولوں سے تقسیم کر دیا ایک جماعت کو یہ کام دیا گیا کہ وہ جاہل اور ناواقف مسلمانوں کو بہکائے اور اسلام کے خلاف اُسکے دلیں شُبہے ڈالے، دوسری جماعت اس کام پر مقرر ہوئی کہ وہ مسلمانوں کو آریہ بنانیکی رسمیں ادا کرے، ایک گروہ ہندوؤں کو ورزش سکھانے اور مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لئے تیار کرانے کے واسطے مقرر ہوا، ایک جماعت محض اس کام کیلئے تیار ہوئی کہ وہ اخباروں، رسالوں، اور اشتہاروں کے ذریعہ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں میں نفرت پھیلائے، اور ایسی جھوٹی خبریں مشہور کرے جن سے سناتن دھرم ہندوؤں کو آریوں کے ساتھ ہمدردی پیدا ہو۔ غرض اس قسم کے تقسیم عمل کے ساتھ اُنھوں نے تمام ہندوستان کے اندر اپنے کام کا جال بچھا دیا اور کام کو محض ملکانوں تک محدود تک محدود نہ رکھا اگر مسلمان حساب جانتے ہوتے تو وہ بھی ہندوؤں اور آریوں کی طرح ایسی ہی تقسیم کار کر لیتے۔ پس ثابت ہوا کہ فتنۂ ارتداد کی روک تھام کیلئے مسلمانونکو حساب سیکھنے کی اور حساب کے ساتھ سب کام کرنے کی ازحد ضرورت ہے۔

مُرتد ہونے کی وجہ

آریہ سماج نے دیکھا کہ لاکھوں کروڑوں مسلمان ہندوؤں کے مقروض ہیں اور سودی قرضہ کی تباہی کے سبب ہزاروں مسلمانوں کی زندگی سکرات کیسی گذر رہی ہے ایسی جان کنی کی حالت میں اگر ان مقروض مفلس مسلمانوں کو آریہ مذہب کی دعوت دی جائیگی تو وہ مرتا کیا نہ کرتا، مجبوراً آریہ ہو جائیں گے، اسواسطے اُنھوں نے ہندو

ساہوکاروں سے ملکر مسلمانوں پر قرضہ کی نالشیں کرانی شروع کیں، اور ایسے مسلسل حملے ان غریبوں پر کئے کہ ان کے حواس جاتے رہے، اور جب ان کو یہ توقع دلائی گئی کہ اگر تم آریہ ہو جاؤ تو قرضہ کا فوری مطالبہ ترک کرا دیا جائیگا، بلکہ کچھ امداد بھی دی جائیگی تو ہزاروں مسلمان محض اسی ایک کارگر حملہ سے آریہ ہو گئے۔ اگر وہ حساب جانتے ہوتے تو اُن کو قرض لینے کی ضرورت ہی نہ پڑتی اور اگر قرض لیتے بھی تو اس طرح ندھا دھند سود در سود کے وبال میں نہ پھنستے۔

میں کہاں خرچ کروں؟

مسلمان کے پاس جب کچھ روپے آتے ہیں تو وہ یہی سوچتا ہے کہ میں اس رقم کو کہاں خرچ کروں، چھوٹی ننھی کا دودھ چھڑواؤں، اور کھجوریں بانٹ دوں، یا بڑی ننھی کی بسم اللہ کی شادی رچاؤں یا یہ جو بکرا پال رکھا ہے اسکو ذبح کرکے چار دوستوں کی دعوت کروں، غرض ہر وقت وہ روپے اسکو کھٹکتے رہتے ہیں اور طرح طرح کی امنگیں اُسکے دل میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ کسی نہ کسی کام میں خواہ وہ ضروری ہو یا غیر ضروری جبتک وہ سب روپے ختم نہیں ہو جاتے اُس شخص کو چین نہیں آتا۔

میں کہاں کماؤں؟

لیکن جب ایک حساب جاننے والے غیر مسلم کے پاس اتنے ہی روپے آجاتے ہیں تو وہ خرچ کا خیال ہی نہیں کرتا۔ بلکہ یہ سوچتا ہے کہ میں اس رقم کو کس کام میں لگاؤں جس سے یہ محفوظ بھی رہے اور اس سے کچھ نفع بھی ہو، یعنی اگر پانچ روپے ہیں تو وہ سات ہو جائیں اور سات ہیں تو دس ہو جائیں اور دس ہیں تو پندرہ[15] ہو جائیں اور پندرہ ہیں تو پچیس ہو جائیں غرض کوئی لمحہ اس خیال سے خالی نہیں رہتا کہ رقم کسی نہ کسی طرح ترقی کرے۔

اب غور کرنے کی یہ بات ہو کہ مسلم اور غیر مسلم کے طرز عمل میں یہ اتنا بڑا فرق کیوں ہو۔ ایک تو روپے کھونیکے خلجان میں مبتلا ہے، اور دوسرا اصل سرمایہ کے باقی رکھنے سے زیادہ اس کے بڑھانے کی فکر میں غلطان و پیچان ہے۔ اگر غور کرو گے تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ حساب کا نہ جاننا اس فرق کا باعث ہے۔ مسلمان چونکہ حساب نہیں جانتا، اس واسطے وہ اپنے سرمایہ کی کچھ وقعت نہیں کرتا اور اسکو جلدی ختم کر دینے کی تمنائیں کرتا ہے، اور ہندو یا غیر مسلم چونکہ حساب جانتا ہے اس واسطے اسکو معلوم ہے کہ یہ رقم حساب کی کوشش سے ترقی کر سکتی ہے دو گنی، چوگنی، اور آٹھ گنی ہو سکتی ہے۔

پس ہر مسلمان پر فرض ہو کہ وہ حساب سیکھے اور اپنی رقم کو فضولیات میں برباد نہ کرے۔

سمندر کی دو اشرفیاں

لندن کے ایک کالج میں بہت سے طالبعلم پڑھتے تھے، چینی بھی تھے، جاپانی بھی تھے، مصری بھی تھے، ہندوستانی بھی تھے، جرمن بھی تھے اور فرانسیسی بھی تھے ایک روز کالج کے پروفیسر نے سب لڑکوں کو جمع کر کے پوچھا بتاؤ اگر سمندر میں دو اشرفیاں گر پڑیں اور ڈوب جائیں اور اُنکے نکالنے میں دس اشرفیاں خرچ ہوتی ہوں تو ان اشرفیوں کو نکالنا چاہیئے یا نہیں اور دو اشرفیوں کیلئے دس اشرفیاں خرچ کرنی چاہئیں یا نہیں۔ سب ملکوں کے لڑکوں نے ایک زبان ہو کر کہا، دو اشرفیوں کے لئے دس اشرفیاں خرچ کرنا بڑی بے عقلی ہے، مگر جرمن لڑکے نے کہا اگر دو اشرفیونکے نکالنے میں دو ہزار اشرفیاں خرچ کرنی پڑیں تب بھی کچھ ڈر نہیں ہے سب لڑکے اس جواب سے حیران ہو گئے اور کہنے لگے یہ لڑکا بڑا ہی بے وقوف ہو آخر

اُستاد نے اس جواب کی دلیل پوچھی تو اُس نے کہا وہ اشرفیاں جو سمندر میں ڈوب گئیں وہ انسان کے قبضہ سے نکل گئیں اور مردہ ہوگئیں اور کسی کے کام کی نہ رہیں لیکن اُنکے نکالنے میں جو دس ہزار اشرفیاں خرچ ہونگی، وہ انسان کے قبضہ سے باہر نہیں جائیں گی، کیونکہ غوطہ خور وغیرہ جن کو یہ دو اشرفیاں نکالنے کی اجرت میں یہ دس ہزار اشرفیاں دی جائیں گی، وہ ان دس ہزار اشرفیوں کو کھا نہیں جائیں گے بلکہ ہمارے ہی بازاروں میں ان کو خرچ کر دیں گے گویا یہ دس ہزار اشرفیاں خود واپس ہو کر ہماری ہی جیب میں واپس آجائیں گی، اور ان دس ہزار اشرفیوں کے طفیل وہ دو اشرفیاں بھی سمندر کی تہ سے باہر نکل کر زندگی کے چلن میں شریک ہوجائیں گی جن کا سمندر میں پڑا رہنا انسانوں کیلئے کچھ بھی مفید نہ تھا۔

اُستاد نے یہ جواب سُن کر کہا، جرمن قوم حساب جانتی ہے، اور جرمن لڑکے کا یہ جواب ثبوت ہے اس بات کا کہ جرمن قوم ہر چیز کو حساب کی نظر سے دیکھتی ہے۔

لڑکیوں کی تربیت

ایک مسلمان کے دو لڑکیاں تھیں، مگر اُس نے اپنی لڑکیوں کو لڑکوں سے زیادہ تعلیم دلائی تھی، وہ اور اسکی بیوی دونوں ملکر اپنا بچا ہوا وقت سب کا سب ان دونوں لڑکیوں کی تربیت میں صرف کرتے تھے اس مسلمان کا نام طفیل حسن تھا یہ ایک فرم میں نوکر تھا طفیل حسن کا دستور تھا کہ صبح اوّل وقت بیدار ہوتا، لڑکیوں کو جگاتا۔ اُنکو وضو کراتا، نماز پڑھاتا، خود نماز پڑھتا، اسکے بعد دونوں کو ناشتہ کراتا۔ ناشتہ کے وقت لڑکیوں کی ماں لڑکیوں کو بتاتی کہ آج ہمارے گھر میں اتنا آٹا ہے، اتنا گھی ہے، اتنا مصالحہ ہے اور اتنے دنکی جلانیکی لکڑیاں ہیں

فلاں فلاں دال اس بھاؤ آئی تھی، اور آٹا اس بھاؤ آیا تھا۔ گھی اور قند اور لکڑیاں اور تیل اس بھاؤ منگایا تھا۔

اس کے بعد لڑکیاں ناشتہ شروع کرتیں، تو ان کا باپ دریافت کرتا کہ بتاؤ اماں نے گھر کی چیزوں کا کیا کیا حساب تم کو سنایا؟ لڑکیاں باپ کو ایک ایک چیز کا حساب بتا دیتیں۔ اس کے بعد طفیل حسن خود قرآن شریف پڑھتا اور دونوں لڑکیاں بھی پڑھتیں، قرآن شریف کے بعد طفیل حسن لڑکیوں کو نماز روزہ کے مسئلے زبانی یاد کراتا۔ اس کے بعد دس بجے تک سلیٹ لیکر لڑکیوں سے حساب کے سوالات لکھواتا، اور دس بجے کھانا کھا کر اپنے دفتر کو چلا جاتا۔

اسکے بعد میں لڑکیوں کی ماں کپڑے سینے بیٹھتی اور لڑکیوں سے پوچھتی جاتی بتاؤ دو برس کی عمر کے بچے کیلئے گز بھر عرض کے کپڑے میں اگر کرتہ پائجامہ بنانا ہو تو کتنا کپڑا خرچ ہوگا، اور گز بھر سے عرض کم ہو تب کتنا کپڑا لگے گا، اور گز بھر سے زیادہ ہو تو اُس میں کتنا کپڑا خرچ ہوگا؟

اسی طرح چار برس، چھ برس، دس برس اور سولہ اور بیس برس تک کی عمر کے لوگوں کے مختلف کپڑوں کا حساب لڑکیوں سے کراتی اور ایک ایک چیز اُنکو سمجھاتی جاتی تھی، پھر لڑکیوں کی گڑیاں سامنے رکھتی، اور اُن سے کہتی بتاؤ تمہاری گڑیا کی اگر شادی ہو تو اُس کے جہیز میں کیا کیا چیز دوگی، مگر ایسا جہیز بتاؤ جس میں سب چیزیں ضروری ہوں بے ضرورت فضول اور بے کار کوئی چیز نہ ہو۔ نام نمود، اور فقط دکھانے کی اور واہ واہ کرنے کی کوئی چیز نہ بتانا؟

لڑکیاں سوچ سوچ کر گڑیا کا جہیز بتاتیں، اور اُن کی ماں جس چیز کو بیکار اور فضول سمجھتی تو اُسی وقت لڑکیوں سے کہدیتی، اس چیز کی کیا ضرورت ہے، اس میں کیوں خرچ کیا جائے، یہ تو فضول چیز ہے،

غرض اسی طرح گڑیوں کی شادی اور گڑیوں کی غمی اور گڑیوں کے زچہ خانے، اور گڑیوں کی بیماری اور گڑیوں کی مہمانداری وغیرہ ضرورتوں میں سے ہر روز ایک ضرورت کا حساب لڑکیوں کو سمجھاتی تھی، اور اس طرح رفتہ رفتہ تھوڑے عرصے کے بعد لڑکیوں کو اتنی مہارت اور سمجھ ہوگئی کہ وہ اپنے گھر کی تمام ضرورتوں کا حساب کرنے لگیں، اور ماں باپ کو بتانے لگیں کہ آپ نے فلاں کام حساب کی ضرورت کے خلاف کیا، اور فلاں چیز میں اگر کچھ خرچ نہ کیا جاتا تب بھی کچھ ہرج نہ تھا۔

اسی طرح دونوں وقت کے پکانے میں لڑکیوں کی ماں لڑکیوں کو شریک کرتی اور بتاتی جاتی کہ سیر بھر گوشت میں اتنی مرچیں، اتنا دھنیا، اتنی ہلدی اتنا نمک اور اتنا لہسن، پیاز ڈالنا چاہیے۔

چونکہ پکانے کی ہر چیز کا حساب لڑکیوں کو بتایا جاتا تھا، اسواسطے چند روز میں اُن کو ایسی مہارت ہوگئی کہ لڑکیوں کے پکائے ہوئے سالن میں نہ کبھی نمک تیز ہوتا تھا، نہ حد سے زیادہ مرچیں ہوتی تھیں، نہ کھٹائی ذائقہ سے بڑھتی تھی، نہ ہلدی کی ہراند ہونے پاتی تھی، کیونکہ حساب لڑکیونکو ازبر ہوگیا تھا، اور جو کھانا حساب کیموافق پکایا جائے وہ ہمیشہ اچھا ہی پکتا ہے اُس میں کوئی چیز خراب نہیں ہوسکتی۔

اگرچہ طفیل حسن اوسط درجہ کا غریب آدمی تھا، مگر اس کے اور اُس کی بیوی کے سلیقہ اور حساب دانی نے اُس کے گھر کو بڑے بڑے امیروں سے بڑھکر شاندار بنا رکھا تھا۔ جو شخص گھر میں آتا، گھر کی صفائی ستھرائی اور سب چیزوں کے باقرینہ رکھ رکھاؤ کو دیکھ کر یہ خیال کرتا کہ یہ بہت دولتمند لوگ ہیں حالانکہ طفیل حسن کی آمدنی صرف ۶۰ روپے ماہوار تھی۔

طفیل حسن کی لڑکیوں کی سلیقہ مندی اور حساب دانی سارے شہر میں مشہور تھی، اور بڑے بڑے امیر آدمی اپنے لڑکوں سے ان لڑکیوں کا رشتہ کرنا چاہتے تھے، مگر طفیل حسن یہ کہکر انکار کر دیتا تھا کہ میں تو اُن لڑکوں سے شادیاں کرونگا جو حساب کے فن میں عملی قابلیت علمی قابلیت کیساتھ رکھتے ہوں، جو لڑکے صرف حساب سیکھ لیتے ہیں لیکن حساب پر عمل نہیں کر سکتے اُنکو بھی طفیل حسن ناپسند کرتا تھا، اور کہتا تھا کہ محض علمی حساب انسان کی زندگی کیلئے مفید نہیں ہے ابچو نکو شروع سے عملی حساب کا عادی بنانا چاہیئے، اور چونکہ میری لڑکیاں عملی حساب جانتی ہیں، اس واسطے وہ اُسی گھر میں خوش رہ سکیں گی اور اُسی خاوند کو خوش رکھ سکیں گی جہاں علمی اور عملی دونوں قسم کے حساب کا چرچا ہوگا۔

خدا کی شان طفیل حسن کو دونوں داماد اسکے حسب منشا ملے، اگرچہ وہ بھی ابتدا میں غریب تھے، مگر اپنی بیویوں کی حسابی لیاقت اور خود اپنی حسابی قابلیت کی وجہ سے آجکل وہ بڑے بڑے کارخانوں کے مالک ہیں جن میں پانچ ہزار مزدور کام کرتے ہیں +

آخر کلام

حاصل مقصد اس تمام تحریر کا یہ ہے کہ فتنۂ ارتداد کے زمانہ میں اس رسالہ کا شائع کرنا محض اس غرض کیلئے ہے کہ مسلمان قوم اپنے چھوٹے بچوں اور عورتوں کو حساب سکھانا شروع کردے، آریہ مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے اپنے لڑکوں کو ہتھیار چلانا سکھاتے ہیں، لیکن مسلمانوں کو صرف حساب سیکھنا چاہیئے وہ ہندوؤں کے ہتھیار پر غالب آجائیں گے اور ان کی ہزاروں بربادیاں آبادیوں کی صورت میں منتقل ہو جائیں گی۔

بیوی کی سیرت

ابتک شادی سے پہلے یہ سوال کیا جاتا تھا کہ لڑکی کی صورت کیسی ہی اسکی سیرت کا کیا حال ہی مگر اب وقت آیا ہی کہ لڑکے والے صرف یہ سوال کریں کہ لڑکی حساب بھی جانتی ہے یا نہیں، اگر حساب جانتی ہے تو اپنی بُری صورت اور سیرت کے ہر عیب کو شوہر کی نظر میں حساب کی قوت سے اچھا بنا دے گی۔

یہ رسالہ محض ترغیب حساب کیلئے لکھا گیا ہے اس لئے اس کا نام بھی **ترغیب حساب** اسی واسطے رکھا گیا ہے کہ حساب سیکھکر مسلمان اپنی تمام مشکلات پر غالب آجائیں، مگر اس کتاب میں خاص فن حساب کی کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ وہ ایک علیحدہ شئے ہے، جب یہ رسالہ لوگوں میں حساب سیکھنے کی ترغیب پیدا کریگا تو بہت عمدہ عمدہ چیزیں حساب کے فن کیمتعلق قوم کے سامنے آجائیں گی۔ میں اس کام سے قاصر ہوں کیونکہ خود مجھکو حساب نہیں آتا۔ مگر حساب سیکھنے کا شوق پیدا کر دینا میرے امکان میں تھا جس کو میں نے پورا کر دیا +

درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین
اولیاء محبوب الٰہی رضہ
حجرۂ "ایمان خانہ" دہلی

حسن نظامی

صفر ۱۳۴۳ھ ستمبر ۱۹۲۴ء

طبع دوم

دو سال کے بعد یہ رسالہ دوبارہ چھپا۔ مگر ابتک یہ معلوم نہیں کہ لوگوں نے اسکی تحریر پر کچھ عمل بھی شروع کیا یا نہیں۔ "حسن نظامی"

حضرت مولینا خواجہ حسن نظامی کی تبلیغی کتابیں

اسلامی رسول کے معجزات ۔ ضخامت ۸۴ صفحے لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ، اس کتاب میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام معجزات نہایت معتبر حدیث شریف کی کتابوں سے جمع کیئے گئے ہیں۔ قیمت ۶ر

پرندوں کی تجارت ۔ ضخامت ۴۷ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلیٰ درجہ کا اس کتاب میں مسلمانوں کی مالی اصلاح کی غرض سے پرندوں کی پرورش۔ پرندوں کا علاج، اور ہر قسم کے تجارتی پرندوں کے پالنے اور اُن سے تجارتی فائدے حاصل کرنے کے طریقے اور مرغی انڈے کے بیوپار کے مفصل طریقے لکھے گئے ہیں۔ بہت ہی ضروری اور مفید کتاب ہے۔ ۸ر

حلوائی کی تعلیم ۔ ضخامت ۶۰ صفحے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ۔ ٹائٹل رنگین۔ اس کتاب میں حلوائی کی دوکان کرنے کی مفصل ہدایات اور ہر قسم کی مٹھائیاں بنانے کی مکمل ترکیبیں اعلیٰ درجہ کے اُستاد حلوائیوں سے حاصل کرکے لکھی گئی ہیں۔ اور اگر کوئی شخص محض شوقیہ مٹھائیاں بنانی چاہے تو وہ بھی اس کتاب کی مدد سے بنا سکتا ہے۔ نیز اگر گھر کی مستورات کو یہ ہنر سکھانا ہو تب بھی یہ کتاب بہت کام دے سکتی ہے۔ قیمت ۸ر

پنواڑی کی دُکان ۔ ضخامت ۳۲ صفحے کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس رسالہ میں پنواڑی کی دکان کے مفصل طریقے اور ہدایات ہیں۔ ہندوستان میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ اخبارات نے بہت اچھی رائیں لکھی ہیں۔ قیمت ۳ر

تعلیم خدمتگاری ۔ ضخامت ۳۲ صفحے۔ کاغذ اور لکھائی چھپائی معمولی۔ اس کتاب میں مسلمانوں کی مفلسی اور بیکاری دور کرنے کیلئے اچھی خدمتگاری سکھانے کے اصول لکھے گئے ہیں جو شخص ایک رسالہ پڑھلیگا بیکار لڑکوں کو خدمتگاری کی تعلیم دے سکے گا۔ قیمت ۳ر